بسم اللہ الرحمن الرحیم

کھیل کود اور پتنگ بازی کے احکام

جمع وترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء
ٹیلیگرام چینل

آ تجھ کو یہ بتلاوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئٰاتِ اَعۡمَالِنَا. مَنۡ یَّهۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا. اَمَّا بَعۡدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّیَتَّخِذَہَا ہُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ. (لقمان:٦)

ترجمہ: اور بعض لوگ (اللہ سے) غافل کردینے والی باتیں خرید کرتے ہیں؛ تاکہ بغیر سمجھے بوجھے اللہ کے راستہ سے ہٹادیں اور اس کا مذاق اُڑائیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے رُسوا کن عذاب ہے۔

تمہید

اسلام نے زندگی کے ہر مسئلہ میں رہنمائی کی ہے، دین اسلام میں تمام مسائل کا حل موجود ہے، یہ عالمگیر اور آفاقی دین ہے، ہمیشہ باقی رہنے والا دین ہے، جو چیزیں انسانی فطرت سے تعلق رکھتی ہیں ان کو بھی بیان کیا گیا ہے، انسان کی فطرت میں کھیل کود بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم چھوٹے بچے کو دیکھتے ہیں کہ وہ کھیل کود کی طرف مائل ہوتا ہے، اور لڑکے ایسے کھیلوں کی طرف مائل ہوتے ہیں جو مردوں کے لائق ہیں اور لڑکیاں ایسے کھیلوں کی طرف مائل ہوتی ہیں جو ان کے جنس کے موافق ہے، یہ بات کسی نے انھیں سکھائی نہیں فطری طور پر انھوں نے سیکھا۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی بھی طرح کے کھیل کی اسلام میں اجازت نہیں ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، زمانہ جاہلیت میں جہاں ہر چیز میں بے اعتدالی پائی جاتی تھی وہیں کھیلوں کے سلسلے میں بھی بڑی بے اعتدالیاں پائی جاتی تھیں، اسلام نے اس میں اعتدال پیدا کیا۔

اسلام کامل و مکمل شریعت اور اعتدال پسند مذہب ہے، ہر چیز میں میانہ روی کو پسند کرتا ہے، اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں؛ جس میں تفریحِ طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو؛ بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

اسلام آخرت کی کامیابی کو اساسی حیثیت دیتے ہوئے، تمام دنیاوی مصالح کی بھی رعایت کرتا ہے، اس کی پاکیزہ تعلیمات میں جہاں ایک طرف عقائد، عبادات، معاشرت ومعاملات اور اخلاقیات وآداب کے اہم مسائل پر توجہ مرکوز کی گئی ہے، وہیں زندگی کے لطیف اور نازک پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اقوامِ یورپ کی طرح پوری زندگی کو کھیل کود بنا دینا اور "زندگی برائے کھیل" کا نظریہ اسلام کے نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے؛ بلکہ آداب کی رعایت کرتے ہوئے، اخلاقی حدود میں رہ کر کھیل کود، زندہ دلی، خوش مزاجی اور تفریح کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے؛ بلکہ بعض اوقات بعض مفید کھیلوں کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام سستی اور کاہلی کو پسند نہیں کرتا؛ بلکہ چستی اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں کھیل اور اسلامی ہدایات

عصر حاضر میں کھیل کود معاشرے کا ایک اہم جزء ہے، جسے اب صرف کھیل ہونے کی حیثیت حاصل نہیں ہے بلکہ اسے ایک مستقل فن کی حیثیت دے دی گئی ہے، ہر اخبار، ریڈیو اسٹیشن اور ٹی وی چینل اور انٹرنیٹ سوشل میڈیا میں کھیل کود کو ایک بڑا حصہ دیا جاتا ہے، بہت سے لوگوں کے یومیہ پروگراموں میں کھیل کود کا ایک ضروری حصہ شامل ہوتا ہے، بلکہ اب تو صورت حال یہ ہے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ کھیل ہی ان کی زندگی کا مقصد ہے خواہ کھیل کھیلنے کی صورت میں ہو یا کھیل دیکھنے کی صورت میں ہو، مسلمان بچے بچیوں کا

بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو کھلاڑیوں ہی کو اپنا آئیڈیل بنائے ہوئے ہے اور انہیں ہی اپنے اسوہ زندگی سمجھے ہوئے ہیں، دوستی و دشمنی کا معیار بھی کھیل و کھلاڑی ہیں، خصوصی طور پر طلباء و طالبات کا طبقہ تو اس میں بری طرح ملوث ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کھیل اور کھلاڑیوں کے اہتمام کی یہ صورتیں اسلام سے کہاں تک میل کھاتی ہیں، اسلام میں کھیل کی کیا حیثیت ہے؟ اس کے جواز کے ضابطے اور قواعد کیا ہیں؟ کس قسم کا کھیل اسلام میں جائز ہے اور کون کون سے کھیل ناجائز ہیں؟ یہ وہ نکتہ ہے جس پر ہر مسلمان کو غور کرنا چاہئے؛ کیونکہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر خلیفہ کی حیثیت بھیجا اور رکھا ہے، اسے اس زمین کی اصلاح کا حکم دیا اور اس کے لئے قاعدے اور ضابطے بھی رکھے ہیں، اس دنیا میں اپنے فرامین کے نفاذ کا انسان کو ذمہ دار بنایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ جَعَلۡنَا كُمۡ خَلَآئِفَ فِي الۡأَرۡضِ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ لِنَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُونَ۔ (یونس:۱۴) پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَ ادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف:۵۶) اور زمین میں حالات کی درستی کے بعد ان میں بگاڑ پیدا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو خوف و امید سے پکارو۔

زمین پر فساد و بگاڑ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی چھوڑ کر اپنے نفس یا دوسروں کی اطاعت شروع کر دے اور تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ ہدایت کو چھوڑ کر ایسے اصول و قوانین کو اپنائے جو شریعت مطہرہ سے میل نہ کھاتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الدُّنۡيَا حُلۡوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسۡتَخۡلِفُكُمۡ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيۡفَ تَعۡمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنۡيَا وَفِتۡنَةَ النِّسَاءِ (مسلم:۲۷۴۲) دنیا شیریں ہے (جو زبان کو اچھی لگتی ہے) اور سرسبز و شاداب ہے (جو نظر کو بھاتی ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ لہذا دنیا کے قرب سے ڈرو اور عورتوں کے فتنے سے بچتے رہو۔

لہذا ہر وہ کام جو دنیا میں فساد کا باعث اور عبادت الٰہی میں حائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض اور ناپسندیدہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان اللہ لا یحب المفسدین، اللہ تعالیٰ فساد بگاڑ پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: كُلُّ شَيۡءٍ لَيۡسَ مِنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ، فَهُوَ لَهۡوٌ أَوۡ سَهۡوٌ غَيۡرَ أَرۡبَعِ خِصَالٍ: تَأۡدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهۡلَهُ، وَرَمۡيٌ بَيۡنَ الۡغَرَضَيۡنِ، وَتَعۡلِيمُ السِّبَاحَةِ (سنن النسائی الکبری:۳۰۳)

ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل نہیں ہے وہ کھیل تماشہ یا بھول ہے سوائے چار کام کے:

۱: اپنا گھوڑا سدھانا۔

۲: اپنے اہلیہ سے دل لگی کرنا۔

۳: دو نشانوں کے درمیان دوڑ لگانا۔

۴: تیراکی سیکھنا۔

نیز فرمایا: لا سبقَ إلا في نَصلٍ أو خفٍّ أو حافرٍ (ترمذی:۱۷۰۰) مقابلہ جائز نہیں ہے مگر صرف تین چیزوں میں، اونٹ دوڑ، گھوڑ دوڑ، اور تیراندازی۔

اس قسم کی متعدد آیات واحادیث کی روشنی میں علماء نے کھیل کود کے کچھ شرطیں رکھی ہیں، جن کا لحاظ بہت ضروری ہے، اگر ان کا لحاظ نہ رکھا گیا تو وہ کھیل غیر شرعی، مکروہ یا ناجائز ہوگا۔

کھیل کے جائز ہونے کے شرائط

اس سلسلے میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہر وہ کھیل جس سے دین یا دنیا کا (جائز) کوئی فائدہ ہو وہ جائز ہے، یا کم سے کم دین اور دنیا کا کوئی نقصان نہ ہو، بہرحال وہ کھیل جس کی شریعت میں ترغیب نہیں ہے، نہ اس کا کوئی دینی مقصد ہے اور کوئی دنیاوی حاجت بھی نہیں ہے تو وہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہے، جن بعض کھیلوں کا ذکر حدیث میں وارد ہے وہ یہ ہیں گھڑسواری، تیراندازی، نشانہ بازی، تیراکی، کشتی اور دوڑ وغیرہ، گویا ہر وہ کھیل جس سے انسان کی صحت اچھی ہو اور جن سے کوئی دینی ودنیاوی مقصد وابستہ ہو وہ مشروع ہے۔

کسی بھی کھیل کی مشروعیت کے لئے علماء نے جو شرطیں رکھی ہیں، ان میں سے اہم شرطیں درج ذیل ہیں:

۱: نیت

کھیل اور ورزش نیک نیتوں کی بنیاد پر ہوں، کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اگر بندہ مومن اچھی نیت سے ورزش اور کھیل کود کا عمل کرے تو ایسا عمل بھی باعث ثواب ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مباح عمل میں بھی اگر اللہ کی رضا شامل ہو تو ایسا عمل اطاعت میں شامل ہوجاتا ہے، اور اس پر صاحب عمل کو اجر وثواب ملتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہاں تک کہ تمہارا اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ رکھنا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری)

۲: فرائض اور واجبات میں رکاوٹ نہ ہو۔

۳: اس میں جوا اور سٹہ بازی نہ ہو، موجودہ دور کے اکثر کھیلوں میں جوا اور سٹہ عام ہے، لہذا جس کھیل میں سٹہ بازی کی گئی ہو وہ کھیل، اس کے کھیلنے والے، اور ناظرین سب حرام کام میں شریک ہوں گے۔

۴: فضول خرچی نہ پائی جائے۔

۵: جسمانی ومالی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

۶: کھیل میں کوئی خلاف شرع چیز شامل نہ ہو۔

۷: حسب حاجت وضرورت ہو۔

۸: ستر کے تقاضے کو پورا کیا گیا ہو۔

لباس اور پوشاک کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ کھلاڑی کھیل کے درمیان ایسا لباس پہنے، جو ساتر ہو یعنی جسم کا وہ حصہ چھپ جائے، جن کا چھپانا واجب ہے، یعنی مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کے لیے ہتھیلی اور چہرہ کو چھوڑ کر پورا جسم ستر میں داخل ہے، ان کا ڈھکا ہوا ہونا واجب ہے، لباس اتنا باریک اور چست بھی نہ ہو کہ جسم کے اعضا نمایاں ہوں، اسی طرح اس لباس میں کفّار کے ساتھ ایسی مشابہت نہ ہو کہ اس لباس کو دیکھنے سے کوئی خاص قوم سمجھ میں آتی ہو، اور نہ اس لباس کا تعلق غیر اسلامی شعار سے ہو، مردوں کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ لباس ٹخنوں سے نیچے نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بھی ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہنے گا، اسے جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا، (بخاری:۵۴۵۰)۔ ایک دوسری روایت میں ہے: کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہنے دیکھا، تو آپ نے فرمایا: یہ کفار کا لباس ہے اس لیے اسے مت پہنو۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی اس کا تعلق اسی قوم کے ساتھ سمجھا جائے گا۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ) کھیل میں مرد و زن کے اختلاط سے اجتناب بہت ضروری ہے، اللہ تعالی بھی پردے کو پسند فرماتے ہیں، لہذا عورت کو چاہیے کہ کھیل کے میدان یا ورزشی کے کلب میں بھی پردے کا اہتمام کرے، اور اپنی خواہش کو رب تعالی کے حکم پر ترجیح نہ دے۔

۹: اسے صرف کھیل کی حیثیت دی جائے، کھیل کے مقابلوں اور کھلاڑیوں کی بنیاد پر دوستی و دشمنی کا معیار قائم نہ کیا جائے، دوستی و دشمنی صرف اللہ کے لیے ہو۔

۱۰: کھیل یا ورزش سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو،

اگر کھیل سے کھیلنے والے کو یا کسی دیگر شخص کو کوئی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو ایسا کھیل ممنوع ہے، کیونکہ کھیل کا مقصد بغیر ایذا رسانی اور نقصان کے جسمانی ورزش کرنا ہے۔

ان شرطوں میں اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو وہ کھیل غیر مشروع ہوگا البتہ کراہت و حرمت کا حکم اس شرط کے مفقود ہونے کی کیفیت پر منحصر ہوگا۔

جائز و ناجائز کھیل کود

اسلام میں جسمانی اور غیر جسمانی قوت کے حصول کی دعوت دی گئی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو (سورہ انفال:۶۰)

اللہ تعالی نے اپنے نیک بندے طالوت کو بنی اسرائیل میں بادشاہ بنا کر مبعوث فرمایا تو انھیں علم کے ساتھ جسمانی قوت بھی عطا

فرمائی، ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے اسی کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے۔ (سورہ بقرہ: ۲۴۷)

نبی کریم ﷺ نے توانا و تندرست مومن کی تعریف فرمائی ہے: آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کمزور مومن کے مقابلے طاقتور و توانا مومن بہترین ہے اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم) حدیث میں قوت سے جسمانی قوت کے ساتھ ساتھ ہمت، حوصلہ، شخصیت اور ارادہ بھی مراد ہے، تاکہ اس کے ذریعے بندہ عبادات کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔

نبی کریم ﷺ بذات خود بھی توانا اور قوی جسم کے مالک تھے، کتب احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نہ زیادہ لانبے تھے اور نہ زیادہ پست قد تھے، ہتھیلیاں اور دونوں پاوں پر گوشت تھے، اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، اسی طرح آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پر گوشت تھی اور آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پر گوشت تھے۔ (شمائل ترمذی)

اگر ہم اسلامی عبادات پر غور کریں تو اکثر عبادات جسمانی ورزش کی قسموں میں شمار ہوتی ہیں، نماز کے حرکات وسکنات ایک ایسی ورزش ہے، جس سے جسم کے تمام اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے، جس سے مفاصل کھلتے ہیں اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے، روزہ بھی حفظان صحت اور جسمانی ورزش میں اہم رول ادا کرتا ہے، اسی طرح حج عظیم عبادت کے ساتھ ساتھ ایک منظم ورزش کا سالانہ کیمپ ہے، کعبۃ اللہ کا طواف، صفاء مروہ کی سعی، وقوف عرفہ اور پھر مزدلفہ اور وہاں سے منی کی طرف کوچ کرنا یہ سب ورزشی سرگرمیاں ہیں، جو جسم کو تقویت پہنچاتی ہے اور طبیعت میں نشاط پیدا کرتی ہیں، جسمانی ورزش کے ساتھ ساتھ یہ سب اعمال رب تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ بھی ہے۔

تیراندازی

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو مختلف ورزشی سرگرمیوں میں شرکت کرنے کی ترغیب دیتے تھے، آپ فرماتے تھے: تیراندازی کرو میں تمہارے ساتھ ہوں (بخاری) اور ایک جگہ ارشاد ہے: تین مرتبہ فرمایا: اَلاَ أَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ سنو! طاقت تیراندازی ہے، سنو! طاقت تیراندازی ہے، سنو! طاقت تیراندازی ہے۔ (رواہ مسلم)

گھوڑ دوڑ

آپ ﷺ نے گھڑسواری کی بھی ترغیب دی، صحیحین میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان مقابلہ کروایا اور جیتنے والے کو انعام سے نوازا۔

تیراکی

مکہ و مدینہ اور اس کے مضافات میں سمندر اور نہر نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تیراکی کی ترغیب دی، تیراکی ایک ایسا واحد کھیل ہے جو جسم کی ورزش کے لیے کھیلوں میں سب سے زیادہ مفید ہے، تیراکی سے جسم کے تمام اعضاء کو تقویت

حاصل ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ، فَهُوَ لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ غَيْرَ أَرْبَعِ خِصَالٍ: تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ، وَرَمْيٌ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَعْلِيمُ السِّبَاحَةِ (سنن النسائی الکبری: ۳۰۳)

ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل نہیں ہے وہ کھیل تماشہ یا بھول ہے سوائے چار کام کے:

۱: اپنا گھوڑا سدھانا۔

۲: اپنے اہلیہ سے دل لگی کرنا۔

۳: دو نشانوں کے درمیان دوڑ لگانا۔

۴: تیراکی سیکھنا۔

نیزہ بازی

نیزہ زنی اور بھالا چلانا ایک مستحسن کھیل ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے، جب کہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ مسجد کے باہر صحن میں نیزوں سے کھیل رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر سے چھپا رہے تھے اور میں آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی (صحیح بخاری)

چہل قدمی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورزش کے طور پر چہل قدمی بھی کیا کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چہل قدمی کے وصف کو بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز چہل قدمی کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، ایسا لگتا تھا کہ زمین آپ کے لیے سمیٹ دی گئی ہو، اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلتے تو خوب مشقت اٹھانی پڑتی تھی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے میں مشقت کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی صحابہ کے ساتھ کھیلوں اور ورزشی سرگرمیوں میں حصہ لیا، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں تیراندازی میں کئی صحابہ کو شہرت حاصل ہوئی، جن میں عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما کے نام سرفہرست ہیں۔

دوڑ اور ریس

صحابہ کرامؓ عام طور پر دوڑ لگایا کرتے تھے اور ان میں آپس میں دوڑ کا مقابلہ بھی ہوا کرتا تھا، بلال بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دیکھا ہے کہ وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور بعض بعض سے دل لگی کرتے تھے، ہنستے تھے، ہاں! جب رات آتی، تو عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ (مشکوۃ ۴۰۷)

پیدل دوڑ میں مثالی شہرت رکھنے والے صحابی حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کہتے ہیں: کہ ہم ایک سفر میں چلے جارہے تھے، ہمارے ساتھ ایک انصاری نوجوان بھی تھا، جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے مات نہ کھاتا تھا، وہ راستہ میں کہنے لگا، ہے کوئی؟ جو مدینہ تک مجھ سے دوڑ میں مقابلہ کرے، ہے کوئی دوڑ لگانے والا؟ سب نے اس سے کہا: تم نہ کسی شریف کی عزت کرتے ہو اور نہ کسی شریف آدمی سے ڈرتے ہو، وہ پلٹ کر کہنے لگا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں، میں نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان سے دوڑ لگاؤں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، اگر تم چاہو، چنانچہ میں نے ان سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور زبیر بن العوامؓ میں دوڑ کا مقابلہ ہوا، حضرت زبیر آگے نکل گئے، تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا، پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا، تو حضرت فاروقؓ آگے نکل گئے، تو انھوں نے وہی جملہ دہرایا: ربِ کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ (کنز العمال ۱۵ / ۲۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی مَیں دُبلی پتلی تھی اس لیے دوڑ میں مَیں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی، لیکن اس موقع پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، کچھ عرصہ بعد پھر اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، میں فربہ ہوگئی اور وہ واقعہ بھول گئی تھی۔ ایک مرتبہ سفر میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا تم آگے چلے جاؤ، وہ سب آگے چلے گئے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آؤ دوڑ لگائیں اور دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے، چناں چہ اس مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے، آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: اے عائشہ! یہ اس دن کا جواب اور بدلہ ہے۔

کُشتی اور کبڈی

اس کھیل میں ورزش کا بھرپور سامان ہے، اگر ستر کی رعایت اور انہماک کے بغیر کھیلا جائے، تو جائز ہوگا، بلکہ نیک مقصد کے لیے مستحسن قرار دیا جائے گا، عرب کے ایک مشہور پہلوان رُکانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی کا مقابلہ کیا، تو آپ نے اس کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ (ابوداؤد فی المراسیل)

مذکورہ تمام کھیل چوں کہ احادیث وآثار سے ثابت ہیں، اس لیے ان کے جواز، بلکہ استحباب میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا، اور کبڈی کا حکم بھی کشتی کی طرح ہے۔

الغرض دین اسلام میں اسپورٹس اور ورزش کو بے پناہ اہمیت حاصل ہے اور اس کے ذریعے طاقت وقوت کے حصول پر زور دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے افراد امت میں صحت وجسمانی قوت کے حصول کے لیے مذکورہ کھیلوں کو ایک ذریعہ سمجھا، تاکہ امت، صحت

اور جسمانی قوت کے ذریعے اپنا دفاع کر سکے اور اپنے آپ کی حفاظت کر سکے۔

موجودہ کھیلوں کی شرعی حیثیت

پرندوں سے کھیلنا مکروہ کھیل ہے، اس طرح کے کھیل شریف النفس انسان کے لیے زیبا نہیں دیتے، بسا اوقات اس طرح کے کھیل حرام کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں، امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک کبوتر کا پیچھا کر رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شیطان ہے جو شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔

اسی طرح ہر وہ بے فائدہ کھیل مکروہات میں شامل ہے، جس میں وقت کا ضیاع ہے اور جس کی وجہ سے نماز اور عبادات میں غفلت پیدا ہوتی ہو۔

حرام کھیل

ہر وہ کھیل جس میں بازی لگائی گئی ہو کہ جیتنے والا ہارنے والے سے فلاں چیز لے گا، جسے ہم جوا اور سٹہ کہتے ہیں حرام ہے۔

بعض کھیل جائز ہیں لیکن کبھی جائز کھیل بھی کراہت اور حرمت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں، مثال کے طور پر شکار، کسی ضرورت اور مقصد کے تحت شکار کرنا جائز ہے، لیکن اگر شکار کا مقصد صرف لہو ولعب ہو تو اس صورت میں شکار بھی مکروہات میں شامل ہے، اور اگر شکار کے ذریعے لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو، ان کے مال اور زراعت کو نقصان پہنچ رہا ہو تو پھر ایسا شکار حرام ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے مقصد شکار سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اگر کسی چڑیا یا اس سے ادنی چیز کو اس کے حق کے بغیر قتل کرے، اللہ تعالی اس کے بارے میں سوال کریں گے، دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے کھایا جائے اور اس کے سر کو کاٹ کر پھینکا نہ جائے۔ (رواہ النسائی، والحاکم وقال صحیح الاسناد ووافقہ الذہبی)

پیشہ ورانہ کھیل

یعنی ہر وہ کھیل جسے کوئی شخص کسب معاش اور روزی روٹی کے حصول کے لیے مستقل طور پر اور منظم انداز میں کھیلتا ہے، اور کھیلنے پر ہی اس کی کمائی منحصر ہوتی ہے، معاصر علماء کے اس سلسلے میں تین مختلف قول ہیں: اس طرح کے کھیل مطلق حرام ہے، جائز لیکن مکروہ ہے اور تیسرا قول ہے چند شرائط واصول کی بنیاد پر جائز ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ کھیل جو ظاہری وباطنی واجبات سے غافل کرے، تو تمام علماء کے نزدیک ایسا کھیل حرام میں شامل ہے، اسی طرح نماز کے علاوہ کسی واجب، جیسے اہل خانہ کی ضروریات، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، والدین کی اطاعت وحسن سلوک یا ولایت وامامت کی ذمہ داریوں سے غافل کرے، یا اس کھیل سے کوئی حرام چیز متعلق ہو، ایسے تمام کھیل متفقہ طور پر حرام ہیں۔ (الذرائع: ۱/ ۸۵)

مرغ بازی، بیٹر بازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح سے جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت فرمائی ہے، چاہے مرغیوں کو لڑایا جائے یا بٹیر کو یا مینڈھے کو، جس کے لڑانے کا معاشرے میں عام رواج ہے، یا کسی اور جانور کو لڑایا جائے، نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم (ترمذی، ابوداؤد)

مرغ بازی، بیٹر بازی اور مینڈھے لڑانا، اسی طرح کسی جانور کو لڑانا، سب اس میں داخل ہے اور سب حرام ہے کہ خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے، گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض اوقات سواریوں کو چوٹ لگ جاتی ہے اور بجز تفاخر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مصلحت نہیں۔ (ارشادالہائم فی حقوق البہائم: ۱۹)

تاش بازی

یہ کھیل بھی شرعی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے، اس لیے کہ تاش عام طور پر باتصویر ہوا کرتے ہیں، تاش کھیلنا عام طور پر فاسق وفاجر لوگوں کا معمول ہے، بالعموم جوا اور قمار کی شمولیت ہوتی ہے، اس کھیل میں تفریح کی جگہ پر الٹا ذہنی تکان ہوتی ہے، اگر جوے کے بغیر بھی کھیلا جائے، تو شطرنج کے حکم میں ہو کر مکروہ تحریمی کہلائے گا، بعض احادیث میں شطرنج کی ممانعت آئی ہے، جو مصلحت شطرنج کو منع کرنے میں ہے، وہی بات تاش کھیلنے میں پائی جاتی ہے، جہاں تک معاملہ تعلیمی تاش کا ہے، تو یہ کھیل اگر جوے اور انہماک زائد سے پاک ہو، تو نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ مبتدیوں کے لیے یک گونہ مفید بھی ہے۔ (امدادالفتاوی)

باکسنگ فائٹنگ

موجودہ زمانہ میں باکسنگ مُکّا بازی، فری اسٹائل لڑائی کے جو مقابلے منعقد ہوتے ہیں، وہ شریعتِ اسلامی میں حرام ہیں، اسے جائز ورزش کا نام نہیں دیا جاسکتا، ایسے باکسنگ مقابلوں کو ٹی وی پر براہِ راست نشر کرنا بھی جائز نہیں، کیوں کہ اس میں فریق مقابل کو شدید جسمانی اذیت پہنچانے کو جائز تصور کیا جاتا ہے، جس سے ہوسکتا ہے کہ مدِ مقابل اندھے پن، سخت نقصان، دماغی چوٹ یا گہری ٹوٹ پھوٹ، بلکہ موت سے بھی دوچار ہوجائے، اس میں مارنے والے پر اس نقصان کی کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی، جیتنے والے کے حامیوں کو اس کی جیت پر خوشی اور مقابل کی اذیت پر مسرت ہوتی ہے، جو اسلام میں ہر حال میں حرام اور ناقابل قبول ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تلقوا بأیدیکم إلی التھلکۃ، یعنی اور تم اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔

بیلوں کے ساتھ کشتی

اسی طرح بیلوں کے ساتھ کشتی، جس میں تربیت یافتہ مسلح افراد اپنی مہارت سے بیل کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں، یہ بھی

حرام ہے، کیوں کہ اس میں جانور کو ایذا پہنچا کر اور جسم میں نیزے بھونک کر قتل کیا جاتا ہے اور بعض اوقات بیل بھی مدِ مقابل انسان کو ختم کر دیتا ہے، یہ عمل کسی بھی حال میں درست نہیں، اس لیے کہ روایت میں ایک بلی کو بھوکا مارنے پر جہنم میں ڈالنے کا مضمون آیا ہے۔

کیرم بورڈ

یہ کھیل بھی اگر انہماک اور جوے کے بغیر کھیلا جائے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لوڈو

اگر اس میں ذی روح کی تصویر نہ ہو اور مذکورہ خرابیوں سے پاک ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن عام طور پر شرائط کی رعایت نہیں کی جاتی اس لیے اس سے بچنا بہر حال اولی ہے۔

ویڈیو گیم

اس کھیل کی مختلف شکلیں رائج ہیں جس میں جان دار کی تصویریں نہ ہوں، بلکہ بے جان اشیاء مثلاً: ہیلی کاپٹر، جہاز، موٹر سائیکل، بس، ٹیکسی وغیرہ چلانے یا انہیں شکار کرنے کا کھیل ہو، یا جاندار کی تصویریں ہوں، مگر وہ اس قدر غیر واضح ہوں کہ انہیں تصویر نہ کہا جاسکے، بلکہ وہ محض ایک خاکہ کی شکل ہوں، تو ان دونوں شکلوں میں وقتی تفریح طبع کے لیے یا ذہن کی تیزی اور حاضر دماغی کے لیے، اس کھیل کی اس شرط کے ساتھ گنجائش ہے کہ مذکورہ ممانعتوں سے پاک ہو، وہ بڑے ویڈیو گیم، جن میں جانداروں کی تصویریں واضح ہوں، یہ کھیل تصویر کی حرمت کی وجہ سے ناجائز ہوں گے۔

اسی طرح وہ کھیل جو بلا مقصد محض وقت گزاری کے لیے کھیلے جاتے ہیں، وہ بھی ناجائز ہوں گے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں تو مومنوں کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں کہ وہ بے کار باتوں سے اعراض کرتے ہیں (مومن: ۱۳) اس طرح کے کھیلوں کا اصولی طور پر حکم جاننے کے لیے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا یہ فتویٰ چشم کشا ہے:

(الف) وہ کھیل جس سے دینی یا دنیوی معتد بہا فائدہ مقصود نہ ہو وہ ناجائز ہے۔

(ب) جس کھیل سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ معتد بہا مقصود ہو، وہ جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی امر خلافِ شرع ملا ہوا نہ ہو اور من جملہ امور خلاف شرع تشبہ بالکفار (کفار کی نقالی) بھی ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ گیند کا کھیل، خواہ کرکٹ وغیرہ ہو، یا دوسرے دیسی کھیل، فی نفسہ جائز ہیں، کیوں کہ ان سے تفریح طبع اور ورزش وتقویت ہوتی ہے، جو دنیوی اہم فائدہ بھی ہے اور دینی فوائد کے لیے سبب بھی، لیکن شرط یہی ہے کہ یہ کھیل اس طرح پر ہوں کہ ان میں کوئی امر خلاف شرع اور تشبہ بالکفار نہ ہو، نہ ہی لباس کے طرز میں انگریزیت ہو اور نہ گھٹنے کھلے ہوں، نہ اپنے نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتغال ہو کہ ضروریاتِ اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے، اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ، ٹینس وغیرہ کھیل سکتا ہے، تو

اس کے لیے جائز ہے، ورنہ نہیں، آج کل چوں کہ عموماً یہ شرائط موجودہ کھیل میں نہیں ہیں، اس لیے ناجائز کہا جاتا ہے

(امداد المفتیین جدید:1001,1002)

معلوم ہوا کہ موجودہ دور میں مروّج کھیل مثلاً: ہاکی، فٹ بال، والی بال، ٹینس، بیڈ منٹن، کشتی، کرکٹ کی بعض شکلیں وغیرہ، جس میں بھرپور ورزش کا امکان ہوتا ہے، فی نفسہ ان کا کھیل درست ہے، لیکن چوں کہ عام طور ان کھیلوں میں اور ان کے لیے منعقد ہونے والے مقابلوں میں مندرجہ ذیل خرابیاں در آئی ہیں: انہماک زیادہ ہونا۔ لوگ فرائض وواجبات سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اسراف و تبذیر کی نوبت آتی ہے وقت کا بے پناہ ضیاع ہوتا ہے، اکثر کھیلوں میں ستر پوشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے، اکثر جگہوں پر مرد وعورت کا اختلاط ہوتا ہے، محرمات: مثلاً بدنظری، گانا، ڈانس، ہلڑ بازی کا ارتکاب ہوتا ہے، بعض کھیل کے ماہرین کو قومی ہیرو اور آئیڈیل کا درجہ دے کر نونہالوں کے مستقبل سے کھلواڑ کیا جاتا ہے، سٹے بازی، جوے بازی، میچ فکسنگ اور اسپاٹ فکسنگ کا سیلاب بلاخیز آیا ہوا ہے، لہٰذا مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے بعض علماء ان کھیلوں کے عدم جواز کا حکم لگاتے ہیں۔

جیت ہار میں پیسے کی شرط

کھیل کی جیت ہار میں اگر پیسے کی شرط ہو، تو اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک صورت ناجائز ہے، باقی تین صورتیں جائز ہیں: دو یا چند افراد کے مابین مقابلہ ہو اور ہر شخص پر یہ بات لازم قرار دی گئی ہو کہ وہ ہارنے کی صورت میں جیتنے والے کو متعین رقم دے گا اور اگر وہ جیت جائے تو دوسرے لوگ اسے رقم دیں گے، ل یہ صورت جوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے، دو آدمیوں میں جیت ہار پر دو طرفہ شرط ہو، لیکن تیسرے آدمی کو بغیر کسی شرط کے شریک کر لیا گیا ہو کہ اگر وہ ہار جائے، تو اسے کچھ دینا نہ پڑے گا اور اگر وہ جیتے تو باقی دونوں اسے حسب معاہدہ انعام دیں گے اور تیسرا شخص بھی اس پوزیشن میں ہو کہ اس کے جیتنے کی توقع کی جا سکتی ہو، یہ صورت بھی جائز ہے۔ دو شخص مقابلہ میں شریک ہوں اور جیتنے والے کو انعام کوئی کمپنی، حکومت، ادارہ یا کوئی اور شخص دے، یہ صورت بھی جائز ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب السباق:٦/٢٠٦)

کھیل دیکھنے کے لیے ٹکٹ خریدنے کا حکم

کھیل دیکھنے کے لیے اسٹیڈیم اور میدان میں داخل ہونے کے لیے ناظرین کو داخلہ کارڈ، یا ٹکٹ کی خریداری کرنی پڑتی ہے، اس کا شرعی حکم کھیل کی نوعیت سے وابستہ ہے، جائز کھیلوں کے لیے ٹکٹ کی خریداری اور انہیں دیکھنے کی گنجائش ہے اور ناجائز ومکروہ کھیل کے لیے نہ ٹکٹ خریدنے کی گنجائش ہے، نہ دیکھنے کی؛ کیوں کہ یہ آیت کریمہ یشتری لھو الحدیث کی وعید میں شامل ہے۔

سیر وسیاحت

نئے مقامات کی دریافت، فرحت انگیز اور خوش کن مناظر، بلند و بالا عمارات، آثار قدیمہ اور تہذیبوں کے مدفن کھنڈرات کے

مشاہدہ اور مقدّس مقامات ومذہبی اماکن کی زیارت کا داعیہ فطری ہے، اس سے انسان کے تجربات میں اضافہ ہوتا ہے، بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے، اسی جذبہ کے تحت سیر وسیاحت کا ہر زمانہ میں رواج رہا ہے، بہت سے علما و محققین اور دانش وروں نے سیر وسیاحت اور ہفت خوانِ عالم کی اسیری وصحرانوردی سے حاصل تجربات کو دوسروں تک بھی پہنچانے کا بیڑا اٹھایا، اس طرح ایک مستقل فن "سفرناموں" کی شکل میں سامنے آیا، دنیا ان سفرناموں کے ذریعہ ان تاریخی اسرار ورموز، تہذیب وتمدن، اقوام وملل، رسم ورواج، مختلف ممالک کے باشندوں کی زندگی کے حالات اور تجربات وغیرہ سے روشناس ہوئی کہ اگر یہ سفرنامے نہ ہوتے، تو کبھی ان کا پتہ بھی نہ چلتا، نہ اس کا سراغ ملتا۔

شرعی نقطۂ نظر سے سیر وسیاحت جائز مقاصد اور جائز طریقہ پر درست ہے، بلکہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں "سیروا فی الارض" کا حکم دیا گیا ہے، سورۂ نمل میں ارشاد ہے:قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المجرمین(النمل:۶۹) کہ اے نبی! کہہ دیجیے کہ روئے زمین پر سیر کرو اور دیکھو کہ جرم کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟

اسٹیج ڈرامہ

بہتر مقاصد کے لیے اگر اسٹیج ڈرامہ کیا جاتا ہے، تو اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت ہے کہ: اس میں دھوکہ نہ ہو، موسیقی کا استعمال نہ ہو، کسی مومن کی کردارکشی نہ کی گئی ہو، شکلیں بگاڑی نہ جائیں، انہماک زائد نہ ہو، مرد وزن کا اختلاط نہ ہو، لیکن موجودہ زمانے میں جو "اسٹیج شو" کے نام سے ڈرامے مروّج ہیں، وہ مفاسد سے پُر ہوتے ہیں، اس لیے ممنوع ہیں۔

مدارس میں منعقد ہونے والے مکالمے، محادثے بالعموم اصلاحی وتذکیری ہوتے ہیں اور مذکورہ مفاسد سے پاک ہوتے ہیں، اس لیے ان کی گنجائش ہے، تمام تفریحات اور کھیل کود میں اصل یہ ہے کہ انسان کسی حال میں اپنے مقصد حیات اور فکرِ آخرت سے غافل نہ ہو۔

مزاح اور دل لگی

شرعی حدود میں رہتے ہوئے مزاح کی بھی اجازت ہے کہ اس میں جھوٹ نہ ہو کسی کو تکلیف نہ پہنچے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے کبھی کبھی مزاح کر لیا کرتے تھے۔

بسنت اور سنکرانتی کی حقیقت اور پتنگ بازی

ہندوستان میں برادران وطن کا ایک تہوار مکرسنکرانتی کے نام سے مشہور ہے جو ۱۴ جنوری کو منایا جاتا ہے، پھر کچھ دنوں بعد بَسنت (جس کو وَسَنت بھی کہا جاتا ہے) منایا جاتا ہے، اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ ان دنوں میں بہت پتنگ اڑائی جاتی ہے، جبکہ پڑوسی ملک پاکستان میں بسنت بہت زور شور سے منایا جاتا ہے۔

مشترکہ چیز دونوں جگہ پتنگ اڑانا ہے، آیئے دیکھتے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے، ہوسکتا ہے ہر جگہ یہ وجہ نہ ہو لیکن بہرحال یہ ایک بنیاد ہے جس کو غیر مسلم مورخ نے بیان کیا ہے۔

غیر مسلم سکھ مؤرخ ڈاکٹر بی، ایس، نجار(Nijjar. B.S.Dr) نے اپنی کتاب" پنجاب آخری مغل دور میں" (Punjab under the later Mughals) میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے" حقیقت رائے باگھ مل پوری، سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا، جس کی شادی پٹالہ کے کشن سنگھ بھٹہ نامی سکھ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی، حقیقت رائے کو مسلمانوں کے اسکول میں داخل کیا گیا تھا، جہاں ایک مسلمان ٹیچر نے ہندو دیوتاؤں کے بارے میں کچھ باتیں کیں، حقیقت رائے نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس نے پیغمبر اسلام اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے، اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے لیے لاہور بھیجا گیا، اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا، کچھ ہندو افسر زکریا خان، جو اس وقت گورنر لاہور تھا، کے پاس پہنچے، تاکہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے، لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا۔ جس کے اجرا میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑوں کی سزا دی گئی، اس کے بعد اس کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ سال ۱۷۳۴ء کا واقعہ ہے، جس پر پنجاب کی تمام غیر مسلم آبادی نوحہ کناں رہی، لیکن خالصہ کمیونٹی نے آخر کار اس کا انتقام مسلمانوں سے لیا اور سکھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس واقعہ سے متعلق تھے، انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا، ڈاکٹر صاحب آگے چل کر صفحہ:۲۷۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ" پنجاب میں بسنت کا میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے"۔

اس تہوار کی یہ ایک ایسی بنیاد ہے کہ اس کو جاننے کے بعد ایک مسلمان اس کے قریب بھی نہیں جاسکتا، دوسری تاریخی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مذہبی تہوار بھی ہے۔

بسنت پنچمی:

اب فصل کے بار آور ہونے کا اطمینان ہو چلا کچھ عرصہ میں کلیاں کھل کر تمام کھیت کی سبزی زردی میں تبدیل ہونے لگی، اس لیے کاشتکار کے دل میں قدرتی امنگ اور خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ ماگھ کے آخر ہفتہ میں بسنت پنچمی کے روز زرد پھولوں کو خوش خوش گھر لا کر بیوی بچوں کو دکھاتا ہے اور پھر سب مل کر بسنت کا تہوار مناتے ہیں، پھر زرد پھول اپنے کانوں میں بطور زیور لگا کر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے پرماتما ہماری محنت کا پھل عطا کر اور پھولے ہوئے درختوں میں پھل پیدا کر، بسنت پنچمی کو وشنو بھگوان کا پوجن ہوتا ہے۔

(ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، منشی رام پرشاد، مطبوعہ دی فائن پریس لکھنؤ 1942ئ)

اس تحریر سے بھی ثابت ہو گیا کہ بسنت اہل ہنود کا تہوار ہے، جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان دنوں چونکہ موسم تبدیل ہوتا ہے سردی کا موسم ختم ہوتا ہے اور موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے اس لیے اس کو منایا جاتا ہے، بہرحال وجہ کچھ بھی ہو اس میں بڑے نقصانات ہیں۔

پتنگ بازی کے نقصانات

پتنگ بازی بہت سے مفاسد اور گناہوں کا ذریعہ ہے، مثلاً فضول خرچی، دوسروں کو اذیت پہنچانا، جان و مال کا تلف اور ضائع کرنا، ضیاع وقت، آلہ علم (کاغذ) کی بے حرمتی، شیطانی کام، غلط باتوں کا استعمال، جماعت کا چھوٹنا اور بعض مرتبہ تو نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

☆ پتنگ کے پیچھے دوڑنا:

پتنگ کے پیچھے دوڑنے والے کا وہی حکم ہے جو کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے کا، جس کی مذمت کے لیے یہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے دوڑنے والے کو شیطان قرار دیا ہے۔ (مسند احمد)

☆ دوسروں کی پتنگ لوٹنا:

ہر شخص اس خواہش میں رہتا ہے کہ پتنگ کٹے بعد میں، میرے ہاتھ میں پہلے آجائے، حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، نہیں لوٹتا کوئی شخص اس طرح کہ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور وہ پھر بھی مومن رہے۔ (بخاری، مسلم)

☆ دوسروں کی ڈور لوٹنا:

اس میں پتنگ لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے، کیوں کہ پتنگ تو صرف ایک آدمی کے ہاتھ آتی ہے، جب کہ ڈور متعدد کے اور وہ سب لوگ گناہ گار ہوتے ہیں اور حدیث شریف کے مطابق اڑانے والے کو ان تمام لوگوں کے برابر گناہ ملے گا۔ (مسلم)

☆ دوسروں کو نقصان پہنچانا:

ہر پتنگ اڑانے والا اس تگ و دو اور کوشش میں رہتا ہے کہ دوسرے کی پتنگ کاٹ دوں، جس سے اس کا نقصان اور تکلیف ہوتی ہے، شرعی رو سے یہ دونوں باتیں حرام ہیں۔ اس صورت میں دونوں گناہ گار ہوں گے۔

☆ آپسی رنجش:

جب کوئی کسی دوسرے کی پتنگ یا ڈور لوٹتا ہے تو آپس میں دشمنی اور بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے اور شیطان یہی چاہتا ہے کہ آپس میں کڑواہٹ پیدا کردے۔

☆ نماز اور یاد الٰہی سے غفلت:

جب آدمی پتنگ اڑاتا ہے تو نہ اس کو جماعت یاد رہتی ہے اور نہ نماز، ہر چیز سے بے پرواہ ٹکٹکی باندھے آسمان پر پتنگوں کو دیکھتے رہتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم میں شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت میں بیان کی ہے۔

☆ بے پردگی:

بالعموم پتنگ چھتوں پر اڑائی جاتی ہے، جس سے اڑوس پڑوس کی بے پردگی اور بے حجابی ہوتی ہے اور ان کو تکلیف ہوتی ہے، یہ

بھی حرام کام ہے۔

☆جانی نقصان:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اکثر پتنگ بازی چھتوں پر ہوتی ہے، پتنگ باز پتنگ آسمان میں لگانے کی جستجو میں پیچھے کو ہٹتا رہتا ہے اور پیچھے کے حال سے بے خبر دھڑام سے نیچے جا گرتا ہے، اسی طرح پتنگ اڑانے کے لیے جو ڈور استعمال کی جاتی ہے وہ خاص انداز میں بنائی جاتی ہے کانچ وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے اس کی وجہ سے جانی اور جسمانی نقصان ہونا عام مشاہدے میں ہے، اسی طرح پتنگ اور ڈور لوٹنے کے چکر میں سڑکوں گلیوں میں ایکسڈنٹ ہونا مشاہدے کی بات ہے، جس کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں اور ماں سے زیادہ مشفق مہربان پالنہار رب العالمین فرماتا ہے"اپنی جانوں کو خود ہلاک نہ کرو۔"(نساء:۲۹)

مشفق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بے منڈیر چھت پر سونے سے بھی منع فرمایا ہے، ممکن ہے وہ چھت سے نیچے گر جائے یا اچانک اٹھ کر چلنے سے نیچے گر پڑے۔

☆وقت کا ضائع کرنا:

پتنگ اڑانے میں بے حساب وقت برباد ہوتا ہے اور لا حاصل ہوتا ہے، حالانکہ قرآن حکیم اور احادیث شریفہ میں متعدد جگہ وقت کی قدر و قیمت پر متنبہ فرمایا ہے اور اس کی حفاظت کرنے کی تلقین کی ہے۔

☆مشابہت غیر:

پتنگ بازی میں غیر قوموں کی نقالی اور ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، مخالفین کے رسم و رواج پر عمل پیرا ہونا ہے، جب کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تاکیدی اور وعیدی انداز میں اس کی قباحت و شناعت کو یوں بیان فرمایا ہے، جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں ہوگا۔(ابوداؤد)(اصلاح الرسوم)

ان بہت سارے مفاسد اور نقصانات کے ہوتے ہوئے خالص غیروں کی تہذیب اپناتے ہوئے ہمیں ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ ہم خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامم ہیں؟ قرآن کریم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارا شیوہ بتایا ہے، ہمیں حالات و زمانے کی گمراہیاں اور خرابیاں ختم کرنی ہیں اور عظیم الشان کارنامے انجام دینے ہیں، جو خوش نودی الٰہی کا سبب بنیں۔

لہٰذا ہمیں اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس برائی سے بچانا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم نیکیوں کو فروغ دیں اور برائی کا قلع قمع کرتے ہوئے برے رسم و رواج غیروں کی تہذیب سے اپنے آپ کو بچائیں، تاکہ قیامت والے دن ہم کامیاب لوگوں میں شامل ہوں اور سرور دوجہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ نہ ہوں، خدا ہمیں برائی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العلمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں، بعض کھیلوں کے سلسلے میں اہلِ علم کی رائے چونکہ مختلف ہے، یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے راجح کو ذکر کر دیا گیا ہے۔